ڈراما

دنیا کے قدیم ادب کے ابتدائی نمونے شعری ڈرامے کی شکل میں ملتے ہیں۔ یونانی اور سنسکرت ادب میں تخلیق وتنقید کی تمام ابتدائی روایتیں ڈرامے سے ہی متعلق رہی ہیں لیکن اردو میں ڈراما نگاری کی کسی قدیم روایت کا سُراغ اب تک نہیں مل سکا۔ اردو میں ڈراما نگاری عہدِ جدید کی دین ہے۔ اردو میں ڈرامے کی ابتدا کا سہرا اَودھ کے نوابوں کے سر ہے جہاں تہذیبی اور معاشرتی زوال کی ایک دل چسپ جلوہ گری ادبی تخلیقات کے آئینے میں ملتی ہے۔ شجاع الدولہ کی ادب وثقافت سے محبت نے دلّی کے مقابلے میں لکھنؤ کو شعروادب کا مرکز بننے میں جو سہولت عطا کی؛ اسی کا عروج آخری نواب واجد علی شاہ اختر کی شخصیت میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ واجد علی شاہ نے رام لیلا کے بجائے کرشن لیلا کی طرف توجّہ کی اور ناٹک، نوٹنکی اور سوانگ کی ایک ملی جلی شکل ''رہس'' کی ایجاد کی۔ واجد علی شاہ ان ''رہسوں'' میں خود بھی رقص اور اداکاری کرتے تھے۔ 1843ء میں رہس ''رادھا کنھیا'' کے اسٹیج ہونے کی بات سامنے آتی ہے۔ حالاں کہ اس ڈرامے کا جو پہلا نسخہ دستیاب ہے، وہ 1861ء کا ہے۔

واجد علی شاہ کے رہس شاہی اسٹیج پر ہوا کرتے تھے جہاں عام لوگوں کا گزر ممکن نہیں تھا۔ شاہی اسٹیج کی فضیلت اور اہمیت اپنی جگہ لیکن شعروادب کی حقیقی روایتیں عوامی منچ پر ہی پروان چڑھتی ہیں۔ لکھنؤ کے اہلِ قلم اور ڈرامے کے شائقین کے لیے سیّد آغا حسین امانت لکھنوی نے ''اندر سبھا'' کی داغ بیل رکھ کر اسٹیج کو عوام تک پہنچا دیا۔ مرزا امانت نے 1853ء میں اسے پہلی بار اسٹیج کر لیا تھا۔ لکھنؤ میں شاہی اسٹیج اور اندر سبھاؤں کے عروج پر پہنچنے کے ساتھ ہی دیگر موضوعات پر مشتمل ڈرامے بھی آزادانہ طور پر لکھے جانے لگے۔ ایسے ڈراموں کی بہترین مثال کیشو رام بھٹ کے تین ڈرامے ہیں: ''سجاد و سنبل''، ''اندھوں کو آنکھ'' اور ''شمشاد و سوسن''۔

انیسویں صدی میں ہی بہار کے علاوہ بنگال اور بمبئی کی طرف اردو ڈرامے کا کارواں بڑھا۔ اس بیچ بڑے شہروں نے پر تھیٹریکل کمپنیاں قائم ہوئیں اور بعض کلب بھی ڈرامے کے لیے وقف ہو گئے۔ اس دور میں پروفیشنل طریقے سے لوگوں نے ڈرامے کی طرف دھیان دیا۔ انیسویں صدی کے آخری بیس پچیس برسوں میں جو چند مشہور ڈرامے اسٹیج کیے گئے اور جن کی ادبی قدر و قیمت آج بھی قائم ہے، وہ ہیں: بے نظیر بدرِ منیر (رونق بنارسی)، نگاہِ غفلت (طالب بنارسی)، لیلیٰ مجنوں (مرزا ہادی رسوا)، طلسماتِ سلیمانی (بزرگ لاہوری) وغیرہ۔

اردو ڈرامے کے اسی موڑ پر آغا حشر کاشمیری کا ورودِ مسعود ہوتا ہے۔ آغا حشر کاشمیری بیسویں صدی کے

صاحبِ طرز لکھنے والوں میں شامل ہیں۔ اردو ڈرامے کی تاریخ جب کسی ایک نام کی تلاش میں نکلتی ہے تو وہ آغا حشر کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت نہیں ہوتی۔ اُن کا مشہور ڈراما ''سلور کنگ'' 1910ء میں لکھا گیا تھا۔ آغا حشر نے لاہور میں ''انڈین شیکسپیر تھیٹریکل کمپنی'' بنائی اور ''یہودی کی لڑکی'' ڈراما لکھا جس سے اُن کی شہرت میں اضافہ ہوا۔ 1930ء میں ''رستم وسہراب'' ڈراما تحریر ہوا۔ 1896ء سے 1935ء کے بیچ یکے بعد دیگرے ان کے 33 ڈرامے اور چھے فلمیں سامنے آئیں۔ اُن کے ایک ایک ڈرامے سینکڑوں بار اسٹیج ہوئے۔

جب آغا حشر کی شہرت آفتابِ نصف النہار کی طرح تھی، ایک ایسا ڈراما لکھا جاتا ہے جس نے اردو ڈرامے کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کر دیا۔ 1922ء میں لاہور کے ایک بائیس برس کے نوجوان امتیاز علی تاج نے ''انارکلی'' نام سے ایک ڈراما لکھا جس کی اشاعت کوئی دس برسوں کے بعد ہوئی۔ تاج نے خود اُسے اسٹیج بھی کیا۔ ایک ایسی کہانی جس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہو لیکن عام لوگوں کے درمیان اس کی مقبولیت سچّے واقعے کی طرح قائم ہو، ''انارکلی'' کی یہی طاقت ہے۔ مکالمات، تصادم، کردار نگاری، کشمکش اور تجسّس، گیت اور سنگیت، ڈرامائیت اور موضوع کے اعتبار سے بے مثل اسلوب، کون سا ایسا جزو ہے جسے ''انارکلی'' میں ڈراما نگار نے بلندی تک نہیں پہنچایا؟

آغا حشر اور امتیاز علی تاج کے بعد ڈراما نگاروں میں حبیب تنویر، سیّد عابد حسین اور محمد مجیب کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔ اسی زمانے میں اردو کے دیگر ادیب اور شاعروں نے بھی ڈراموں کی طرف توجہ کی۔ سعادت حسن منٹو (آؤ)، راجندر سنگھ بیدی، (سات کھیل)، ابراہیم جلیس (اجالے سے پہلے)، رشید جہاں (بچّوں کا خون)، عصمت چغتائی (دھانی بانکیں) کو اردو ڈرامے کی تاریخ میں بھلایا نہیں جا سکتا۔ آزادی کے بعد ابھرنے والے ڈراما نگاروں میں ڈاکٹر محمد حسن، زاہدہ زیدی، ساجدہ زیدی، شمیم حنفی، کمال احمد اور ظہیر انور کی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ڈراما اور اسٹیج لازم و ملزوم ہیں، اسی لیے ڈرامے کے عناصرِ ترکیبی میں اسٹیج کی ضرورتوں کو شامل تصوّر کیا گیا۔ قصّہ اور پلاٹ کے ساتھ مکالمے، کردار، تجسّس، تصادم، نقطۂ عروج اور انجام کو اس صنف میں زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ کرداروں کے درمیان جس قدر ٹکراو کے مواقع آئیں گے، اسی قدر فنّی استحکام کی صورت پیدا ہوگی۔ ڈراما اُسی وقت کامیاب المیہ بن سکتا ہے جب تصادم انتہائی حالت میں ہو۔